شاعر کی فلمی شاعری

الیاس رشیدی

بانی مدیر ہفت روزہ "نگار"

برصغیر انڈو پاک کی فلموں میں نغمہ نگاری کا آغاز ایسے نغمہ نگاروں سے ہوا تھا جو صرف تک بند تھے اور ان کا حقیقی شاعری سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ انہیں فلمی دنیا میں بھی "منشی جی" کہا جاتا تھا اور یہ سلسلہ مدتوں تک چلتا رہا۔ اس لئے کہ نہ تو فلم سازوں ہی نے اردو ادب کے مستند شعراءُ کو نغمہ نگاری کی دعوت دی اور نہ ہی شعراء حضرات نے فلمی دنیا کی طرف توجہ دی تھی۔ اس دور کے فلم ساز یہ جانتے تھے کہ نامور شعراء نہ تو ہمارے اشاروں پر چلیں گے اور نہ ہی وہ اپنے کام میں ہماری مداخلت برداشت کریں گے اور ان کے ساتھ وہ سلوک بھی روا نہ رکھا جا سکے گا جو "منشی حضرات" کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے اور پھر انہیں معاوضہ بھی بھرپور ادا کرنا پڑے گا اور اس کے برعکس اس دور کے شعراء کرام فلمی دنیا کو بہت بری اور جاہلوں کی دنیا تصور کرتے تھے۔ متحدہ ہندوستان میں اس جمود کو سب سے پہلے حضرت علامہ آرزو لکھنوی مرحوم نے توڑا تھا۔ انہوں نے لکھنو سے کلکتہ جا کر فلموں کے لیے نغمہ نگاری کی اور پھر ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت جوش ملیح آبادی، مولانا ماہر لقادری، بہزاد لکھنوی مرحوم نے بھی فلموں کے لیے نغمہ نگاری شروع کر دی اور پھر ایک بار دور ایسا آیا جب اردو کے بیشتر عظیم شعرا، ادیب، دانشور، افسانہ نگار اور مصنف متحدہ ہند میں فلمی دنیا سے وابستہ ہو گئے لیکن فلمی نغمات کی شاعری کو جو بلند ترین مقام مجروح سلطان پوری، شکیل بدایونی اور ساحر لدھیانوی نے عطا کیا وہ اور کوئی شاعر نہ کر سکا۔ ۱۹۴۷ء میں جب مملکت خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور یہاں فلم سازی کا آغاز ہوا تو ہمارے فلم سازوں کی خوش قسمتی یہ رہی کہ انہیں ابتدا سے ہی سیف الدین سیف اور قتیل شفائی جیسے اعلیٰ معیار کے شعرا میسر آ گئے اور پھر اُن ہی کی پیروی کرتے ہوئے سرور بارہ بنکوی، کلیم عثمانی، مظفر وارثی، صہبا اختر کے ہمراہ حمایت علی شاعر نے بھی فلمی دنیا میں شمولیت اختیار کر لی۔ چونکہ ہمارا آج کا مذکور "حمایت" ہی ہیں تو میں ان کے لیے صرف اتنا کہوں گا حمایت علی شاعر ان باعزم و بلند حوصلہ افراد میں سے ایک ہیں جو کچھ بننے کے لیے بے پناہ جدوجہد کی راہ سے گزرتے ہیں اور کندن ہو جاتے ہیں۔ حمایت علی شاعر ۱۹۵۱ء میں پاکستان آئے تو ماشاءاللہ نوجوان تھے انہوں نے ابتدا ہی میں اپنی شاعری کا ایسا رنگ جمایا کہ ان کا شمار صفِ اول کے شعراء میں ہونے لگا انہوں نے تمام اصناف میں شعر کہے اور خوب کہے۔ بلکہ یہ ایک صنفِ ثلاثی کے تو موجد بھی ہیں۔ موصوف پاکستان آتے ہی ریڈیو پاکستان کراچی سے منسلک ہو گئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اپنے آبائی وطن حیدرآباد دکن میں بھی ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۱ء تک ریڈیو سے وابستہ رہ چکے تھے۔ ریڈیو ہی کے حوالے سے ان کی دوستی موسیقار خلیل احمد سے تھی۔ ان کا تعلق گورکھپور سے تھا جب خلیل احمد کو پہلی بار کراچی میں بننے والی فلم "آنچل" میں موسیقی دینے کا موقع ملا تو خلیل احمد نے اس فلم کے لیے تمام گانے حمایت علی شاعر ہی سے لکھوائے جو ہر طبقہ میں پسند کیے گئے۔ مذکورہ فلم کے چند گانوں کے مکھڑے یہ تھے۔ تجھ کو معلوم نہیں تجھ کو بھلا کیا معلوم (سلیم رضا) کھٹی کڑی میں مکھی پڑی ہائے میری اماں اور کسی چمن میں رہو تم بہار بن کے رہو (احمد رشدی) آج بھی روزِ اول کی طرح مقبول ہیں اور اس کا آخر الذکر نغمے کی شاعری پر ہی انہیں پہلا "نگار ایوارڈ" بطور بہترین نغمہ نگار ملا تھا۔ آنچل ۱۹۶۲ء میں ریلیز ہوئی تھی اور بے حد کامیاب رہی تھی اور اس کے بعد ہی حمایت علی شاعر کا شمار ہماری فلمی دنیا کے مصروف ترین اور معروف ترین نغمہ نگاروں میں ہونے لگا تھا۔ گو حمایت علی شاعر صاحب نے فلمی نغمہ نگار کے طور پر بہت زیادہ کام نہیں کیا۔ اس لیے ان کی فلموں کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے لیکن انہوں نے جس قدر بھی فلمی نغمات لکھے اعلیٰ ترین اور معیار کے لکھے اور سب ہی مقبول بھی ہوئے۔ ان کے تحریر کردہ نغمات کا شمار پاکستان کے شاہکار فلمی نغمات میں ہوتا ہے۔ اُس دور میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب ہدایت کار الحامد، موسیقار خلیل احمد، مصنف ابراہیم جلیس مرحوم، گلوکار احمد رشدی، مرحوم ہدایت کار ایس سلیمان، اداکار سنتوش کمار مرحوم، فلم ساز و اداکار درپن اور حمایت علی شاعر کی ایک ٹیم سی بن گئی

اس ٹیم نے متعدد فلمیں بھی بنائیں جن میں فلم ساز واداکار درپن کی ''تانگے والا'' اور ''انسپکٹر'' سنتوش کمار کی ''دامن'' اور ''تصویر'' کے نام شامل ہیں۔ فلم دامن ۱۹۶۳ء میں ریلیز ہوئی تو اس کے تمام گانوں نے ملک بھر میں دھوم مچادی تھی اور اس فلم کا ایک نغمہ جس کے بول تھے ''نہ چھڑا سکو گے دامن نہ نظر بچا سکو گے'' کی نغمہ نگاری پر حمایت علی شاعر کو دوسرا ''نگار ایوارڈ'' ملا تھا۔ یوں انہوں نے دو سال مسلسل نگار ایوارڈ حاصل کئے۔ دامن کے علاوہ ۱۹۶۳ء ہی میں ان کے لکھے ہوئے نغمے سے آراستہ فلمیں اور بھی آئیں ان میں ''جب سے دیکھا ہے تمہیں'' ''دل نے تجھے مان لیا'' ''ایک تیرا سہارا'' اور ''تانگے والا''..... تانگے والا جس کے فلم ساز درپن مرحوم تھے اور یہ حمایت علی شاعر کی لاہور میں بننے والی پہلی فلم تھی جس کے نغمات انہوں نے تحریر کئے تھے۔ ۱۹۶۴ء میں انہوں نے ''انسپکٹر'' ''خاموش رہو'' اور مقبول فلم ''نائلہ'' کے گیت لکھے جبکہ ۱۹۶۵ء میں ان کے تخلیق کردہ نغمات سے آراستہ دو فلمیں ''کنیز'' اور ''مجاہد'' نمائش پذیر ہوئیں اور اسی سال ہی حمایت علی شاعر فلم ساز بھی بن گئے اور انہوں نے اپنی پہلی فلم ''لوری'' بنانے کا آغاز کردیا جس کے مصنف ذاکر حسین اور ہدایت کار ایس سلیمان تھے۔ جبکہ نغمات انہوں نے خود لکھے تھے اس کے موسیقار بھی خلیل احمد تھے۔ یہ فلم نہ صرف گولڈن جوبلی ہٹ ثابت ہوئی بلکہ اس کے تمام گانے بھی ہٹ ہوگئے اور ان میں سے بیشتر اب بھی امر سنگیت میں شامل ہیں۔ فلم لوری ۱۹۶۶ء میں ریلیز ہوئی جبکہ اس کے علاوہ بھی چار فلمیں ''بدنام'' ''میرے محبوب'' ''دردِ دل'' اور ''تصویر'' بھی اسی سال نمائش کے لیے پیش کی گئیں۔ تصویر کے فلم ساز سنتوش کمار اور ہدایت کار ایس سلیمان تھے اس فلم کے گانوں کے ساتھ ساتھ اسکرین پلے اور مکالمے بھی حمایت علی شاعر ہی نے لکھے تھے اور بطور مکالمہ نگار یہ ان کی پہلی فلم تھی (جو ابھی چند ہفتے قبل ہی ٹی وی پر دکھائی جاچکی ہے) واضح رہے کہ فلم ''نائلہ'' اور ''بدنام'' کے لیے حمایت علی شاعر نے صرف ایک ایک گانا لکھا تھا۔ اپنی ذاتی فلم لوری کی کامیابی کے بعد حمایت علی شاعر نے اپنی دوسری فلم گڑیا شروع کردی اور اسے بہر طور مکمل بھی کرلیا۔ گڑیا کے یہ نہ صرف فلم ساز، مصنف اور نغمہ نگار تھے بلکہ ہدایت کار بھی خود ہی تھے مگر افسوس ہے کہ یہ فلم غالباً ناساز گار حالات کے سبب ریلیز نہ ہوسکی۔ فلم گڑیا کی کاسٹ بھی اچھی تھی اس میں ہیرو محمد علی اور ہیروین زیبا تھی جبکہ اس کے بیشتر گانے ریلیز سے پہلے ہی کافی مقبول ہوگئے تھے۔ حمایت علی شاعر نے ۱۹۶۷ء میں فلم ''میں وہ نہیں'' اور ۱۹۷۰ء میں اداکارہ اور فلم ساز ترنم اور ہدایت کار شیخ حسن مرحوم کی فلم ''جھک گیا آسمان'' کے لئے نغمات بھی لکھے تھے لیکن موصوف خود فلم سازی اور ہدایتکاری کے چکر میں کچھ ایسے الجھے جس کے سبب غالباً انہیں فلمی دنیا سے کنارہ کش ہونا پڑا۔ اس طرح موصوف پانچ، چھ سال بعد ہی فلمی نغمہ نگاری سے دور ہوگئے۔ اگر یہ صرف نغمہ نگار ہی رہتے تو میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حمایت علی شاعر کا نام آج بھی فلمی دنیا کے افق پر جگمگاتا ہوا نظر آتا۔ حمایت علی شاعر کا اچانک فلمی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلینا کم از کم میری سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ ان کی ذاتی فلم ''گڑیا'' جو کہ تقریباً مکمل ہوچکی تھی وہ تک اسکرین کا منہ نہ دیکھ سکی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلمی دنیا کے کسی شعبے نے انہیں اس قدر تکلیف پہنچائی ہوگی جس کی وجہ سے وہ دل برداشتہ ہوکر اس بظاہر سنہری دنیا سے منہ پھیر چکے ہیں۔ بہرحال جب بھی پاکستانی فلمی دنیا کی تاریخ لکھی جائے گی اس میں حمایت علی شاعر کا نام صفِ اول کے نغمہ نگار کی حیثیت سے ضرور شامل کیا جائے گا۔